

مرثیہ: ۳

## در حال حضرت عباس علمدار علیہ السلام

مطلع

آمد ملک الموت کی ہے و شست و غامیں

تعداد بند: ۹۲

غازی آباد - ۲ ذی الحجه ۱۴۳۱ھ

۱

آمد ملک الحوت کی ہے وہشت و غامیں بے دم ہے ہر اک، جان نہیں اہل جفا میں  
سب نہر کی فوج آگئی گرداب فنا میں بہت کا عمل پیش گیا ارض و عالم  
انداز یہاں کا وکھلاتے ہیں عجائب  
مُٹھی میں لعینتوں کی قفالاتے ہیں عجائب

۲

ہے خوف جو اپنے کرد صدر و گلو کا دم خشک ہیں جسموں میں نہیں نام لہو کا  
پھولوں میں پتا رنگ کا ملتا ہے نہ بو کا عالم نظر آتا ہے ہر اک سوت کو ہو کا  
ہر مکر حق کو جو اجل بہانپ رہی ہے  
لرزہ میں ہیں افلاؤ زمین کا نپ رہی ہے

۳

آمد کا سماں جن و بشدیکہ رہے ہیں گردائیتی ہے جس سوت اوہر دیکہ رہے ہیں  
کہسار اٹھائے ہوئے سردیکہ رہے ہیں جلوہ ہے کدھر اہل نظر دیکہ رہے ہیں  
شانے پ نشاں ہے جو رسول دوسرا کا  
غازی کی جلو میں ہے رووال فضل خدا کا

۴

میدان وغا میں کوئی بے بیدر نہ تھہرا وہشت سے کمانوں میں کوئی تیر نہ تھہرا  
چکر میں ہے، اب تک فلک بیدر نہ تھہرا فتنہ کی بھی حالت ہوئی تغیر، نہ تھہرا  
محدود زمانہ ہو وہ نوبت نہیں آئی  
اب تک اسی ڈر سے تو قیامت نہیں آئی

۵

رنگ رخ اشرار اوڑا ہوش کی صورت سمجھے ہوئے پیشے تھے لئی زیست کی دولت  
یہ جان گئے تھے کہ بس اب ہوتے ہیں غارت دینے لگے ان کے ہی خیال ان کو افتدت  
بے چین تھے دل آہ بھرے جاتے تھے ناری  
مرنے سے بھی کچھ پہلے مرے جاتے تھے ناری

۶

دہشت کے سب بھاگ کے پلہ یہ گیا تیر لمبا ہوا نیزہ تو کشیدہ ہوئی شیر  
چپ ہیں اپ سو فار نہ جنبش ہے ن تقریر چار آئینہ جو پہنے تھے، سب بن گئے تصویر  
عزم ان کے تھے ذھیلے جو کرباندھے ہوئے تھے  
چکراتے تھے وہ بھی جو پر باندھے ہوئے تھے

۷

سودا نہ رہا جنگ کا اشار کے سر میں جو قلب میں تھا درد، ہوا ان کے جگر  
گھبرا گئے ہمکھڑ وہ پڑی لکھر شر یاں تک کہ قضا پھرنے لگی سب کی نظر  
ہر شخص کو وہ مائل پیکار ہی سمجھے  
ابرو کوئی دیکھا اسے تکوار ہی سمجھے

۸

ایک ایک کا منہ دیکھ کے ڈرتا تھا یہ ڈر تھا آپس میں کوئی بات نہ کرتا تھا یہ ڈر تھا  
کوئی قدم آگے نہیں دھرتا تھا یہ ڈر تھا دیکھو جسے مر جانے پر مرتا تھا، یہ ڈر تھا  
آئے ہوئے خالق کے جو تھے قبر میں ناری  
گھبرا کے گرے پڑتے تھے خود نہر میں ناری

۹

مُنْتَاجَهُ نَامَ نُنْبَیْسَ بلکہ نشاں بھی پیروں کی طرح خم ہوئے جاتے تھے جو اس بھی  
تحی پشت پھرائے ہوئے ہر ایک کماں بھی اک شور تحامل جائے گی کیا ہم کو اماں بھی  
حیدر کا پسر شہ کا علمدار بھی ہے  
سننے ہیں کہ اس فوج میں تکوار بھی ہے

۱۰

پانی کے لئے شیر بصد جوش رواد ہے اک ہاتھ میں تھی، ایک میں لٹکرا نشاں ہے  
کہتی ہے یہ آمد کہ زبردست جو اس ہے دم ہے نہ پیاروں میں نہ اسواروں میں جاں ہے  
دریا کی طرح خوف سطل بکھرے ہیں  
جنات تو کچھ قاف سے بھی اور پرے ہیں

11

سب شامیوں کو صحیح قیامت کا ہے دھڑکا تاریک ہوئی بصریوں کی آنکھ میں دنیا  
دہشت سے بخار اہل بخارا کو چڑھ آیا نافہ کی طرح خون ہوا دل، اہل حتن کا  
جب بھانگنے کی راہ نہیں پاتے ہیں مصری  
یہ حال ہے دہشت سے گھلنے جاتے ہیں مصری

12

سناٹے ہیں، جگل ہے، ہوا ہاتپ رہی ہے منہ بزرہ کی چادر سے زمین ڈھانپ رہی ہے  
یہ خوف ہے غازی کا قضا کانپ رہی ہے نظروں میں، خطکاروں کو پر بھانپ رہی ہے  
کہتی ہے کہ بھر پیٹھ کار آج ملے گا  
انتے ہیں، سُہرنے کا نہ وار آج ملے گا

13

یہ کرب ہے اٹھتی ہے کبھی بیٹھتی ہے گرد ڈر سے یرقاں ہو گیا، سورج کا ہے منہ زرد  
پیتاب ہوا، ہول کے دل میں یہ اٹھا درد نہ دفتر افلک بھی، مل کر ہوئے اک فرد  
غل شام کے لکر میں ہے اللہ بچائے  
ڈر ہے کہیں ہستی کا درق، ٹوٹ نہ جائے

14

دیکھو جو رسالہ نظر آتا ہے وہ ابتر چہروں کو چھپاتے ہیں جو ہیں مرد دلاور  
نیزوں کو جو رعشہ ہے تو تم تینوں کے ہیں سر الجھن میں کندیں ہیں تو ڈھالوں کو ہے چکر  
سید کیکھ کے تیروں کے بھی جی چھوٹے ہوئے ہیں  
قوت نہیں بازوئے کماں ٹوٹے ہوئے ہیں

15

پنجہ میں قضا کے قدر آفراز ہیں سارے ہے نہر کی فوجوں میں ہر اک گور کنارے  
ہوش ایک بھی شای میں نہیں خوف کے مارے یہ حال ہے دن کو نظر آنے لگے تارے  
اک شور ہے، ہنگام زوال آیا ہے بھاگو  
ماں بنی ہاشم کو جلال آیا ہے بھاگو

۱۷ آ کے خردیتے ہیں لفکر میں خردار عباس علمدار قریب آ گئے ہشیار  
چہرے پہ جلالی شہر مرداں کے ہیں آثار یہ رعب ہے تعظیم کو گردانھتی ہے ہر بار  
دریا کی طرف عزم ہے مقائے حرم کا  
تارا سا چک جاتا ہے پنجہ وہ علم کا

۱۸ یہ ذکر تھا جو چاک ہوا گرد کا دامن فرزید علی کا نظر آیا رُخ روشن  
پھیلی یہ ضیا، دشت بنا وادی ایمن آئندہ صفت رہ گئی حیراں صفت دُمن  
کس جا ہیں لعینتوں کو نہ اتنی بھی خبر تھی  
استادہ تھے سکتے میں دلاور پہ نظر تھی

۱۹ غازی کے تہہ راں ہے عجب رخش صبا دم شرمدہ ہوئے کبک، ہرن بھول گئے رم  
ہوش اڑنے لگے ہو گیا پریوں کا یہ عالم ررف بھی ہے قائل کہ یہ دلدل سے نہیں کم  
گروں پہ ملائک میں ہے علی تیز پری کا  
کہتے ہیں پری جس کو وہ سایہ ہے اسی کا

۲۰ یہ چال نیم سحری پا نہیں سکتی یہ حسن یہ انداز پری پا نہیں سکتی  
اس قہر کی جادو نظری پا نہیں سکتی ہاں برق بھی یہ جلوہ گری پا نہیں سکتی  
ادنی سا یہ کاوے کا اثر آج تلک ہے  
گوش میں زمانہ ہے تو چکر میں فلک ہے

۲۱ گوئکر رسا لوگوں کی تا عرش گئی آئی تازی نہ مگر اسپ کی تشبیہ کوئی لائی  
گو طورِ مفہامیں پہ بھی مداھوں نے جا پائی پر چہرہ مضمون نے جھلک تک بھی نہ دھلانی  
وہ ہوش میں آئیں، جنہیں ارمانی سخن ہے  
ہر شخص نہیں موی عمران سخن ہے

معشوقي سخن کی ہمیں کرتے رہے تو یعنی طفیل سے رہے نظم کے گزار کے گھوڑے کے بھی توار کے بھی لائے مضامیں اس کوشش و محنت کی کریں قدر، میر ہیں  
آفاق میں اب ایسا سخنور نہ ملے گا  
ڈھونڈیں گے جو مشعل بھی جلا کر نہ ملے گا

۲۲

پیتا ب مثل دل عاشق ہے یہ گھوڑا جب تو کسی پہلو نہیں اک آن خہرتا  
چلنے میں جو سن سن کی صدا ہوتی ہے پیدا تیر اس کی کنوتی ہے کماں اس کا ہے کندھا  
اعجاز ہے کوسوں نہیں ملتا ہے پتا بھی  
رفار وہ ہے پوجتی ہے پاؤں صبا بھی

۲۳

گو چرخ چارم پہ ہے خورشید ضیا بار چھولے اسے پر ایک طرارے میں یہ رہوار  
اللہ نے دی ہے اسے وہ تیزی رفتار پاسکتا ہے اس کو وہی جو اس پہ ہو اسوار  
بوئے گل تر جاتی ہے جاتا نہیں گھوڑا  
تیزی کی یہ حد ہے، نظر آتا نہیں گھوڑا

۲۴

تعريف ہو کس طرح سے شبدِ جوان کی کیا جانے تیزی ہے بھری اس میں کہاں کی  
ہمراہ چلنے اس کے یہ طاقت ہے زیاد کی کم اس سے روافی ہے بہت آب رواں کی  
پائے اسے مقدور نہیں ذہن رسما کا  
گھوڑا نہیں جوہر یہ اڑایا ہے ہوا کا

۲۵

کس طرح بھلا ایسا سبک گام کوئی پائے جو مونج ہوا پر کبھی چلنے سے نہ گھبرائے  
گرباغ میں اس اسپ کو را کب کبھی دوزائے دل کو ہے یقین پیر ہن گل میں نہ جھول آئے  
گرلب پہ بتوں کے کبھی سرعت کا بیان ہو  
جس جا شفق چرخ ہے وال سرٹی پاں ہو

مرکب کے پہنندے سے جوڑھا لے کوئی گوہر لے چرخ کو موج آب گہر کی ابھی بڑھڑ  
گرفتال کے لوہے سے گھڑی کا بننے پکر سور دیر فلک ختم کرے دم میں وہ چل کر  
رفتار کی تیزی کی جو قیمت کوئی تھی رہائے  
یہ مول کا عالم ہو کہ بڑھتا ہی چلا جائے

۲۷

یوں چلتا ہے شدیز سبک راو خدا میں جس طرح اڑے برگ سن تیز ہوا میں  
یا مسئلہ حکمت کا دماغ حکما میں یا لکھتے باریک کوئی ذہن رسائی میں  
کیونکر نہ سبک سیر پرے رخش خطاب آئے  
دریاپہ جو سمرکھ دے تو جنیش میں نہ آب آئے

۲۸

اس کی سُکی کو کوئی تھیرہ میں کیا لائے چاہے تو خط نور سحر پر یہ ہوا کھائے  
بالفرض اگر تار نظر پر کوئی دوزائے یا مونے کر پر اسے عمر پٹ کوئی لے جائے  
باریک نظر جتنے ہیں ان کو نہ اثر ہو  
نازک بدنوں کو بھی نہ زنبھار خبر ہو

۲۹

ہے اس سے زیادہ سبک اس اسپ کی رفتار پکلوں کا ہے کیا ذکر جھپک ہونہ خبردار  
کیسی کر آگاہ پچ بھی ہونہ زنبھار پھر آنے کو یہ موج ہوا پر بھی ہے تیار  
بے کھلنے چلے جادہ تسلیم و رضا پر  
عمر پٹ اڑے غنچے کے چکلنے کی صدائ پر

۳۰

دانگوں میں مزاد ہتا ہے کیا اس کے دہانہ جس طرح کر گیسوئے پریزا میں شانہ  
یوں یہ طرف معركہ ہوتا ہے روشن جس طرح خذگ آئے کوئی سوئے نشانہ  
کھچتا ہے تو حیرت کا نشان بنتی ہے گردن  
جب تیر یہ بتا ہے کمان بنتی ہے گردن

کیوں کر کوئی تحریر کرے تیزی رفتار  
چبھاتھ میں خامہ کا تھہرنا بھی ہو دلوار  
پڑ جائے شب و روز پر گر سایہ رہوار غالب رہے اک دوسرے پر چلتے میں ہر بار  
خورشید ہے کہتے ہیں نقش کف پا ہے  
برق اس کی مصاحب ہے تو شاگرد صبا ہے

۳۲

پڑھتا ہے رجز یوں بفusatح وہ گونام ہم ہیں اسدِ ضیغم حق اے پہ شام  
اللہ نے بھی ہے ہمیں چرخ سے صھام نزہ جو کریں چونک پڑے گور میں بہرام  
وقہ نہ لڑائی میں گوارا کیا ہم نے  
مرجب سے بہادر کو دو پارا کیا ہم نے

۳۳

ضیمن میں کیا کیا نہ پدر نے جد و کد کی خیر میں شہنشاہ دو عالم کی مدد کی  
ضربہت نہ ملائک سے رکی ہیرِ صند کی جبریل ہیں موجود جو حاجت ہو مدد کی  
چھوڑا کسی کافر کو نہ مشرک کو اماں دی  
بہت توڑ کے کس دھوم سے کعبہ میں اذان دی

۳۴

سلطان اُم شیر خدا قبلہ ایمان عیسیٰ جہاں نوح زماں فخر سلیمان  
سیاف و اسد گیر و شجاع و شہرہ مردان خیرِ ٹکن و قنخ زن و ضیغم یزادان  
صدر ہیں دلاور ہیں شجاع آزلی ہیں  
ہادیٰ سُلیل دست خدا نفسِ نبی ہیں

۳۵

پانی کے لئے ٹل گئے جن جبکہ ڈغا پر بے دغدغہ یہ کو گئے چاہ کے اندر  
جنات کو حیرت ہوئی سب رہ گئے ششدرا جب کھینچ کے تکوار بڑھے حیدر صدر  
یہ خوف کا عالم تھا کہ منہ آرد ہوئے تھے  
شعلے تھے مگر پیش علیٰ عرد ہوئے تھے

پھر یوسف کمال سخن کی ہے مجھے چاہ ڈھونڈی ہے زلخائے طبیعت نے نئی راہ  
جھانکوں گا کنویں، جب کہنیں ہاتھ آئے گا وہ ماہ پا جاؤں اسے گر خضر شوق ہو ہمراہ  
جا، مصرِ معانی میں ہے مضمون کے صنم کی  
منظور یہ ہے جنگ لکھوں، بیر الام کی

۳۷

پرکالہ آتش تھے جو وہ، برقِ تھی تکوار جس جس پر کڑک کر یہ گرنی کر دیا مسماں  
گرم اس کی حرارت نے کیا موت کا بازار پانی کا کنوں بن گیا رہک کرہ ناز  
ناری جو پٹنے تھے تو اخگر تھی وہ شمشیر  
اس آگ کے دریا میں سمندر تھی وہ شمشیر

۳۸

آتش کا ستون بن کے جو جن سامنے آیا آپی اسے تکوار کی دہشت نے بنا یا  
اس شمع شجاعت نے دھواں اس کا اڑایا کیا آگ تھی شمشیر کی، آتش کو جلا یا  
سب زیست کے حصوں سے غرض پاک ہوا وہ  
اڑ جانے کو تا ملک عدم خاک ہوا وہ

۳۹

مُند سے کسی ناری نے نکلا اگر اخگر اور چاہا کہ پھینکنے طرف نفس پیغمبر  
مُند کھول کے لپکا دیں شمشیر کا اخور آیا من اخگر وہ لمحن پیٹ کے اندر  
حیرت ہوئی یہ دیکھ کے جات کی صاف کو  
وہ شعلہ لگا لے گیا دوزخ کی طرف کو

۴۰

تحیں آگ کی محایں کہ شانوں پر کمانیں آتی تھیں نظر تیر شہاب ان کی سانس  
کس طرح سے وہ گرمی پیکار کو مانیں قدشموں کی صورت تھے، تو سب کی زبانیں  
جب دیکھتی تھی آگ وہ کفار کے مُند میں  
پانی سا بھرا آتا تھا تکوار کے مُند میں

دل جس کے بیں روشن انہیں سمجھیں یہ مثالیں ۲۱۴  
 تھیں ان کے سیہ پھروں پاس طرح سے آنکھیں جس طرح پر گل نگس کبھی رکھ دیں  
 ہر زخم کا گل آگ کا، آتا تھا نظر پھول  
 گویا کہ گئے باغ خلیلی کے بکھر پھول ۲۲

سر شعلہ شیر نے جس وقت اٹھایا چاروں طرف اک آگ کا طوفان نظر آیا  
 آخر کو اماں کے لئے چادر کو ہلایا حضرت نے مسلمان کیا اور کلمہ پڑھایا  
 تب قدر ولی فرقہ جنات نے جانی  
 جب چاہ سے آتش کے علیٰ لے گئے پانی ۲۳

یہ ٹن کے ہوئے مستعد جگ سرگار ناک فنگی پر ہوئے آمادہ خطا کار  
 حیدر کی طرح شیر نے لی میان سے تکوار تحرائی زمیں، چرخ جھکا بل گئے کہسار  
 طاری ہوا اک خوف دل جن و ملک پر  
 تحرانے لے گئے ہپھر جریل فلک پر ۲۴ ساقی نام

پھر جام مل اے ساتھی گلپوش، پلا دے پیاسا ہے بہت رمد قرح نوش، پلا دے  
 یلہ نہ کر دل سے فراموش، پلا دے ہو جاؤں جواں وہ منے سر جوش پلا دے  
 خوریں جسے پینتی ہیں بصدیق شوق جناں میں  
 جس کے لئے زابد بھی ترستے ہیں جہاں میں ۲۵

ساقی تری پکری ہو سوا تو رہے خورند وہ جام عطا کر جسے پینتے ہیں خروند  
 میں خاص کسی قسم کی سے کا نہیں پابند اُس میں سے اُڑے لال پری جس میں کہے بند  
 پینتے ہی جو مدھوشی و مسقی کا پتا دے  
 ساغر جونہ ہو پاس تو شیشہ ہی اٹھا دے

جو ہو ترے میخانے میں بہتر، وہی دینا آجائے جسے پیتے ہی چکر، وہی دینا  
ہے جس کا سدا ذور فلک پر، وہی دینا کہتے ہیں جسے بادہ کوثر، وہی دینا  
اُس سے سے میں تا حشر نہ انکار کروں گا  
تو پہ تو کہاں، نام بھی تو پہ کا نہ لوں گا

۲۷

جنگاہ میں چلنے لگی تکوار اڑے سر جس سمت گئی ساعقہ کردار اڑے سے سر  
تر خون سے ہوئی فوج جھا کار اڑے سر بے دم ہوئے لکھر کے نہودار اڑے سر  
روپوش ہوئے اہل ستم، رن میں نہ شہرے  
ثابت قدموں کے بھی قدم رن میں نہ شہرے

۲۸

ابیار سر و تن کا لگایا جدھر آئی سب برق کا انداز دکھایا جدھر آئی  
لاکھوں کا بہو دم میں بھایا جدھر آئی میدان میں اک حشر سا آیا جدھر آئی  
ڈھالوں کی شہیں کشتی ہیں آفت کا یہ دن ہے  
چلاتے تھے شامی کہ قیامت کا یہ دن ہے

۲۹

ہے قدرت حق سے عجائب اس تخفی کا عالم چلنے میں تو ہے صاب دم رکنے میں بے دم  
کر دیتی ہے دم بھر میں صفیں درہم و برہم اُنھے تو معلق ہے قضا، بیٹھتے تو نبرم  
جینا اُسے مشکل ہو جے فکل دکھا جائے  
پھر ہے وہی تکوار، اگر میان میں آجائے

۵۰

صیاد ہے یہ تخفی، نظر ڈالیں جو اس پر کپنا ہے اگر پہنچا تو دام ہے جو ہر  
ہیں دشمنوں کے طائر جان صید سرا سر مقتل کی زمیں جائے شکار اس کی مقرر  
عمر میل کے جدا کرتی ہے ہشیار ہے ایسی  
خود مار کے خول روئی ہے مکار ہے ایسی

مطلق نہیں گو رکھتی ہے، یہ طاقت گفتار پر توک زبان رہتے ہیں، سب جنگ کے اسرار صاف اس کے چم و خم سے یہ ہوتا ہے غمودار بانٹا بخدا ہے، کوئی معموق طرحدار دونوں طرف اس تجھ میں جو ہر یہ نہیں ہیں  
شمشیر جوان کی ہے، مسیں بھیگ رہی ہیں

۵۲

جب میان کے باول سے لٹکتی ہے چمک کر ہر آنکھ جھپک جاتی ہے مجھ جاتے ہیں تیر  
محراب ہے مسجد کی، یہ شمشیر مقرر گرتا ہے ہر اک سر کے جوبل، سامنے آکر  
لینتی ترے ممنون دم پیکار ہوئے ہم  
یہ اس کا ہے سجدہ کہ سبک بار ہوئے ہم

۵۳

خم اس میں ہے، گیسوائے پر کہہ نہیں سکتے پھل رکھتی ہے، پر اس کو بھر کہہ نہیں سکتے  
گواں میں پٹک ہے پر کر کہہ نہیں سکتے دھار اس میں ہے، دریا بھی مگر کہہ نہیں سکتے  
ہیں بال تو جو ہر کے مگر فرق نہیں ہے  
بیکلی سی چمکتی تو ہے پر برق نہیں ہے

۵۴

سینوں میں اترتی ہے، یہ پیکان نہیں ہے تھکن تو ہے ہاتھوں میں پر میزان نہیں ہے  
لئے لیتی ہے جاں اور کی، گوجان نہیں ہے دم رکھتی ہے شمشیر، پر انسان نہیں ہے  
تھا تو ہے، پر دم میں بھگا دیتی ہے سب کو  
صورت تو ہے پیاری، پڑرا دیتی ہے سب کو

۵۵

ہے خیر جبی سمجھ، کہ یہ ہے میان کے اندر کاشی سے یہ لٹکی، کہ پا ہو گیا محشر  
پھر کا کیا تا دیر دکھایا ہے جو ہر لوٹا کئے دونوں، سر بے تن، تن بے سر  
اک بار گلے جس کو لگا لیتی ہے تکوار  
خلعت اُسے گلنار، پنبا دیتی ہے تکوار

تلوار نے کی جگہ بہت وست درازی گویا یہ کنوئی کو بدل کر ہوا تازی  
تو جنگ میں لے جانہمیں سکتی کبھی بازی میں بھی تو عراقی ہوں اگر تو ہے جزا  
سکہ جو تری ضرب کا عالم میں روایا ہے  
خورشید جہاں تاب مرے سُم کا شاہ ہے ۵۷

تو برق ہے، پادل کی گزر ج ہے مرا صبح تو کاشتی ہے سر میں کچل دینا ہوں اعضا  
تو تیغ ہلالی ہے، تو کادا مرا ہلا تو خون سے ہے سرخ، مرانگ ہے بزا  
خادم ہوں میں غازی کا ہوا خواہ ہوں دل  
تو ہاتھ کی محتاج ہے میں شاہ ہوں دل کا ۵۸

بے جہن ہوئی تیغ سنی جگہ یہ گفتار بولی کہ یہ دھوے یہ اکٹنا تو ہے بیکار  
دیکھی نہیں کیا تو نے مری گری رفتار جو سامنے آیا وہی ناری ہوا فی النار  
لیکن ترا ارمان نکتا نہیں کوئی  
آتش قدی کیسی ہے، جلتا نہیں کوئی ۵۹

ہے دھار غصب میری، میں ہوں قہر کا دریا کھا سکتا ہے کوئی، مرے پانی کا تھیڑا  
اوسان خطا ہوتے ہیں خط دیکھ کے میرا پیشانی میں کاث آتی ہوں، تقدیر کا لکھا  
تو میرے سے جو ہر نہیں رکھتا ہے جہاں میں  
رفتار میں یہ کاث، نہ تیزی ہے زبان میں ۶۰

گھوڑے نے کہا کیوں نہیں میں تیرے برابر مجھ میں بھی تو ہیں وصف اگر تجھ میں ہیں جو ہر  
کچھ کم یہ صفت ہے، کہ میں اُز جاتا ہوں بے پر کادا مرا، تقدیر کا دشمن ہے چکر  
پروانہیں گر تیری طرح، کس کی کسی ہے  
آفاق میں مشہور مری دور رکی ہے

۲۱۴  
ہوتی تھی ادھر تنخ و فرس میں تو یہ گفتار اُڑنے کے لئے تیر ادھر ہو گیا تیار  
گویا ہوا فوراً لپ سوقار سے اکابر ماروں اُسے پلے پہ جو ہو، کوئی خطا کار  
جب تک کہیں ترکش میں ہوں، تکے سے سواہوں  
پہ چلہ سے نکلا کہ میں فرمان قضا ہوں

۲۲  
جب کیجے روں مثل نظر جاتا ہوں فوراً ہو قاصلہ کتنا ہی مگر جاتا ہوں فوراً  
تیزی ہے یہ مجھ میں کہ جدھر جاتا ہوں فوراً دشمن کے کلیجے میں، اُتر جاتا ہوں فوراً  
ہٹتا ہوں نہ میں مثل فرس جان کے ڈر سے  
رکتا ہوں نہ میں تنخ کی مانند پر سے

۲۳  
غصہ میں بھری تنخ، بیاں تیر کا سن کر بولی کہ تو ہو سکتا ہے کیونکہ مرزا ہسر  
نادان، میں بے پاؤں کے چلتی ہوں گلے پر تو چلہ کا محتاج ہے گورکھا ہے شہپر  
کوئی بھی مقابل ہو، اگر کاث کے چھوڑوں  
آجائے مری زد پہ تو پر کاث کے چھوڑوں

۲۴  
نیزے نے کہا سب سے مری بات ہے بالا آگے مرے جب آ گیا دشمن اسے ٹالا  
دخلائی اگر آکھ تو پتل کو نکلا کیا لہر میں کھلے گا، مرے سامنے کالا  
کفار کی میں جان جدا کرتا ہوں مل کے  
اس پار سے اُس پار نکل جاتا ہوں دل کے

۲۵  
آگے مرے ہوتی ہے زبان چلا بند جب بندھ گیا دشمن سے نہ پھر میرا گھلائند  
اک ہاتھ میں کرتا ہوں دلیروں کو میں پابند میری ہی زبان نے تو ہے منہ سب کا کیا بند  
آئیے جو مرے سامنے طاقت ہے یہ کس کی  
ہر میرے گرد بہر عدو گانٹھ ہے دس کی

سرگز نے کاندھے سے اٹھا کر یہ پکارا      البرز سا ہو کوہ تو کر دوں میں دو پارا  
 چار آنکھ کرے مجھ سے پس کا نہیں یارا      جیتا ہوا جو سامنے آیا، گیا مارا  
 روکے مجھے یہ خود کا مقدور کہاں ہے  
 ہلاکا سا بھی جو وار ہے میرا، وہ گراں ہے

۶۷

چار آنکھ کہنے لگا یوں اپنی حقیقت      آگے مرے آئے نہیں دشمن کی یہ طاقت  
 چہرہ کے دکھاتی ہی، گزر جاتی ہے صورت      سکتہ کا مرض ہوتا ہے بڑھ جاتی ہے حیرت  
 ہوتا ہی نہیں لفظ ادا، کوئی زبان سے  
 کچھ پڑھ کے کہے بات یہ مند لائے کہاں سے

۶۸

چلائی زرد تن کے یہ عباس کے تی پر      میری ہی حفاظت میں ہے یہ جسمِ مُکْرِم  
 اک دنہیں یاں سینکڑوں آنکھوں کا ہے مظہر      میں دشمنوں کو دیکھتی رہتی ہوں برابر  
 جربہ مری تو قیر کو پاتا نہیں کوئی  
 اس طرح کڑی ضرب اٹھاتا نہیں کوئی

۶۹

بولی یہ پس رہتی ہوں گو پشت کے بیچھے      پر وقت دغا سینہ پر ہوتی ہوں آ کے  
 چار آنکھ کرے مجھ سے زرد سے کوئی کہہ دے      انگی ہے، کہ پتلی سے ہیں خالی ترے حلتے  
 گو مجھ میں ہلال ایک ہے اور چار ستارے  
 وہ رات ہوں سب بجا گتے ہیں خوف کے مارے

۷۰

نیزوں کی زبانوں پر قسانہ تھا اجل کا      نامی جو جواں تھا وہ نثانہ تھا اجل کا  
 ششیر کے پھلو میں نٹکانہ تھا اجل کا      سر کلنے کا تھا عہد، زمانہ تھا اجل کا  
 سب بہر دعا پاھوں کو پھیلائے ہوئے تھے  
 ڈر سے ملک الموت بھی گھبرائے ہوئے تھے

آخِر کو کنارے ہوئے سب خالِ خود سر اور نہر میں داخل ہوئے عباس دل اور  
موجوں نے بلاعین لیں علمدار کی بڑھ کر صدقے کے لئے صدھاتھ میں گوہر  
ساحل پر قدم بیک نہ سکا اہل تم کا  
قبضہ ہوا بے دغدغہ سقائے حرم کا

۷۲

پر بیاس کی شدت سے نہایت تھے پریشان ہوتوں پر زباں خشک پھراتے تھے ہر اک آں  
اس نہر کے پانی کو جو دیکھا کہ ہے جنباں آنکھوں میں پھری تکلیٰ اصر ناداں  
مضطہر ہوا دل، اُبِرِ اُلم چھا گیا فوراً  
بیساکی ہے سکینہ، یہ خیال آ گیا فوراً

۷۳

ٹھنڈی جو ہوا آئی تو غازی نے بھری آہ دل سے یہ کہا دھوپ میں ہیں شاہ حق آگاہ  
اک دم بھی تراہی میں نہاب شہروں گا واللہ یہ کہہ کے مجھے مشک بھری، خیہ کی لی راہ  
تاخیر جو ہوتی تھی تو گھبراتے تھے عباس  
دوڑائے ہوئے رخش چلے جاتے تھے عباس

۷۴

میدان تھا صاف ایک نہ تھا نہر پر مکار لے آئے سے پانی کے، بہت خوش تھے علمدار  
پھر بھاگی ہوئی فوج پلٹ آئی سب اکابر عباس بھی لڑنے لگے پھر کھینچ کے توار  
کہتے تھے کہ پروانہیں گوزیست پر حرف آئے  
خیہ میں مگر خیر سے یہ مشک پہنچ جائے

۷۵

ہیہات مگر حضرت دل کیسے ٹھالیں ریلا ہے بہت، فوج کو کس طرح سے نالیں  
موقع نہیں اتنا بھی کہ گھوڑے کو بڑھالیں اب جگ کریں، یا عُلم و مشک سنجا لیں  
پھی ہے زرہ جسم پر دھوپ اتنی کڑی ہے  
اک جان کئی طرح کی آفت میں پڑی ہے

۲۶۴  
اس پر بھی یہ ہے جراتِ عباس کی حالت پوری علم و ملک کی کرتے ہیں حافظت  
ہو آئے مقابل یہ کسی کی نہیں طاقت آیا بھی تو پھر کرنہ گلیا، کوئی سلامت  
پہلو سے جو نیزہ کسی بے رحم نے مارا  
تموار کے گھاث اس کو بیشتر نے اتارا

۷۷

جب دیکھا کہ کھاتا ہی نہیں چوت وہ جرار استادہ ہوا آڑ میں اک پیڑ کی مکار  
لکھا ہے کہ پہنچ جو قریب اس کے عالمدار مردود نے تموار کا شانے پہ کیا دار  
تیورا گئے اک چوت لگی قلب حزین پر  
بیهات گرا دست یمیں کٹ کے زمیں پر

۷۸

اللہ رے جرأت خلف شیر خدا کی گرنے نہ دیا ملک کو اُس شانے پر رکھ لی  
اس ظلم پر بھی باز نہیں آئے وہ ناری اُس شانے پر بھی ہائے غضب تھی لگائی  
اک آؤ جگر سوز کی، دل ہو گیا سن سے  
وہ ہاتھ بھی غازی کا گرا کٹ کے بدن سے

۷۹

ستہ کا عجب دل تھا عجب حوصلہ تھا واہ پچھے ہاتھوں کے کٹنے کا کیا رنج نہ و اللہ  
دانوں میں لیا ملک کے تمهہ کو بہ صد جاہ فرمایا یہ گھوڑے سے کہ طے جلد یہ کر راہ  
لو بھڑ کے اسے لائے ہیں، کام آئے یہ پانی  
خیمہ میں کسی طرح پہنچ جائے یہ پانی

۸۰

بڑھتا ہی چلا آتا ہے ان فوجوں کا سیلا ب پیاسی ہے سکینہ تو بہت قلب ہے پیتاب  
کوشش سے لیا ہے اسے ضائع نہ ہو یہ آب اس گری میں ایک ایک ہے قطرہ ذرنا یاب  
سیدانیوں کے رونے سے اک حشر پا ہے  
خیمے میں کسی کو نہیں دو دن سے ملا ہے

گھوڑے سے یہ کہتے تھے علمدار دلاور صد حیف کہ اُک تیر پڑا ملک پر <sup>۸۰۴</sup>  
پانی جو بہا چوت گلی قلب حزیں پر تھرانے لگے زین کے ہرنے پر رکھا  
اس وقت میں بھی راہ وفا سے نہ پھرے آپ  
شہدیز سے، ملکیزہ کے ہمراہ گرے آپ <sup>۸۲</sup>

پھر مژ کے سوئے خیسہ پر حضرت کو پکارا خادم کی خبر یا شہ دیں یہجے خدا را  
سر پر کسی بے رحم نے اُک گزر ہے مارا میں بھی گرا، پانی بھی بہا ملک کا سارا  
اس وقت میں صورت بھجے دکھلائیے مولا  
دیدار کا مشتاق ہوں جلد آئیے مولا <sup>۸۳</sup>

بھائی کی جو آواز سنی رو دیئے مولا فرمایا یہ اکبر سے غصب ہو گیا بیٹا  
افسوں کئے ہاتھ، گرا گھوڑے سے سقا اس شیر نے، دریا سے ابھی مجھ کو پکارا  
جلدی چلو، حالت ہے بہت غیر اخی کی  
عباس کا دیدار، زیارت ہے علیٰ کی <sup>۸۴</sup>

یہ کہہ کے چلے نہر کی جانب شہر بے پر گھبرائے ہوئے، چاک گربیان، گھلا سر  
تھامے ہوئے تھے ہاتھ، جناب علیٰ اکبر نفرہ یہ زبان پر تھا وفادار برادر  
دامن کو ترے غم میں نہ انکھوں سے بھگوتا  
اے کاش! زمانے میں حسین آج نہ ہوتا <sup>۸۵</sup>

پہنچے جو ترپتے ہوئے حضرت لپ دریا دم توڑتے ریتی پر علمدار کو دیکھا  
اس وقت بھی چھوڑا نہ طریق اہل وفا کا پہلو میں نشان سینے پہ ہے ملک سکینہ  
پہلے تو الم ہاتھوں کا ترپا گیا شہ کو  
یہ شان نظر آئی تو پیار آ گیا شہ کو

رو کر کہا پچھے درد دل زار سناؤ اے عاشق شیر، ذرا ہوش میں اُو  
مر جاوں گا عباس، نہ آنکھوں کو پھراو پوچھے جو سکینہ<sup>بسمیں</sup>، کیا کہہ دوں بتاؤ  
پانی کے لئے نہر سے آنکھ اُس کی لڑی ہے  
کوزہ لئے خالی در خیمہ پہ کھڑی ہے

۸۷

آواز دلاور نے سی شہ کی تو چونکا اور عرض یہ کی پاؤں بڑھا دیجئے آقا  
جی چاہتا ہے لوں قدم پاک کا بوسا لے جائیے گا خیمہ میں خادم کا نہ لاشا  
ش بولے کہ آخر سبب اس امر کا کیا ہے  
کی عرض کہ شرمندہ<sup>بنتیں</sup> سے پچا ہے

۸۸

پھر سر قدم پاک پہ شیر<sup>تیر</sup> کے رکھ کر دنیا سے سفر کر گئے عباس دلاور  
سر پیٹ کے حضرت نے کہا ہائے برادر ہمشکل پیغمبر نے کہا شہ سے یہ رو کر  
خادم نے مجبح حال میں چھوڑا تھا حرم کو  
اب گھر میں عوض لاش کے لے چلے علم کو

۸۹

حالت جو سکینہ<sup>تیر</sup> کی ہے خالق نہ وہ دکھائے لب خشک ہیں منہ زرد ہے اور ہوفٹ ہیں پڑائے  
یہ ڈر ہے، نہ گھبرا کے کہیں نہر پہ آجائے فرمایا برادر سے چھڑاتے ہو گئے ہائے  
اپنا بھی بھروسہ نہیں اب ایک نفس کا  
ساتھ آج تھما جاتا ہے بتیں برس کا

۹۰

یہ کہہ کے اخا حیدر کار کا جایا لائے کو کئی بار کلیئے سے لگایا  
ہمشکل پیغمبر کو بھی روتا بہت آیا بڑھ کر علم دمک کو کاندھے پہ اخایا  
دل چاک ہے سر پستے ہیں محو فقاں ہیں  
خیئے کو عجب حال سے شیر رواں ہیں

فَضْهَدْهُ دَرْ خَيْمَهُ پَهْ كَهْزَى دَيْخَتِي تَهْ رَاهْ دَيْكَهَا كَهْ حَسْيَنْ آتَتْ هَيْنْ بَأْ نَالَهْ جَانَاهْ  
سَرْ پَيْشَتْ رَوْتَهُ عَلَى اكْبَرْ بَجِي هَيْنْ بَهْرَاهْ هَيْهَ دَوْشْ مَبَارَكْ پَهْ نَشَانْ اَسَدَ اللَّهْ  
چَلَانَیْ كَهْ دَوَاسْ مجَھَتْ آتَتْ هَيْنْ لَوْگَوْ  
هَمْ شَكْلْ نَبِيْ مَشَكْ دَلْمَ لَاتَهُ هَيْنْ لَوْگَوْ

۹۲

يَهْ سَنْ كَهْ هَوا شَورْ بَكَا اَهْلِ حَرَمْ مِنْ سَيَادَيْنَوْںْ كَهْ بَالْ كَطَلَهْ قَهْ كَغَمْ مِنْ  
وَالْ مَرْگَ كَيْ هَوتَيْ تَهْ خَوْشِي اَهْلِ سَتَمْ مِنْ يَانْ حَالْ يَقَهَا، اَيْكَ كَهْ بَجِي، دَمْ تَخَانَهْ دَمْ مِنْ  
صَدَمَهْ سَهْ اَدَهْ غَشْ مِنْ سَكِينَهْ تَوْپَرْ دَيْ تَهْ  
سَرْ كَحُولَهْ اَدَهْ زَوْجَهْ عَبَاسَ كَهْزَى تَهْ

۹۳

اَتَنَهْ مِنْ يَهْ فَضَهَهْ نَهْ نَدَادِي بَدَلِي زَارْ اَلَے بَيْبَيْوْ آيَا عَلَمْ اَحَمَّ بَعَذَارْ  
تَعَظِيمَ نَشَانْ كَهْ لَتَهْ اُنْجَهْ جَدَرْ اَفَكَارْ خَيْمَهْ مِنْ هَوا مَاتِمْ عَبَاسَ عَلَمَدارْ  
بَنْجَهْ تَوْ زَمِنْ پَرْ كَنِي بَيْهُوشْ پَرْهَهْ تَهْ  
سَبْ اَهْلِ حَرَمْ زَبَرْ نَشَانْ پَيَثَ رَهَهْ تَهْ

۹۴

اَلَے بَزَمْ نَهْ اَبْ زَوْجَهْ عَبَاسَ كَهْ لَكَهْ بَيْنْ خَالَقَ سَهْ دَعَا كَرْ، كَهْ بَرَائَهْ هَيْهَ كَوْنَيْنْ  
گَرِيَانْ هَيْهَ قَلْمَ، قَلْبَهْ هَوا جَاتَاهْ بَهْ جَمِينْ هَوا جَاتَاهْ اَداَوَهْ، مَرَهْ ذَمَهْ هَيْهَ جَوْ كَجَهْ دَيْنْ  
فَرَقَتْ كَيْ بَجِي اَبْ تَابْ نَهِيْسْ قَلْبَهْ حَزِينْ مِنْ  
بَجَوَا دَهْ مجَھَتْ رَوْضَهْ شَاهِنَهْ دَيْسْ مِنْ